بسم الله الرحمن الرحيم

دعائے امام زمانہؑ

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ

صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ

وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَ

دَلِيْلًا وَعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعًا وَ

تُمَتِّعَهُ فِيْهَا طَوِيْلًا

دُعا کی اہمیت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

المہدی (عج) ادارۂ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان

فہرست

لغت میں دعا کا معنی	۶
اصطلاح میں دعا کا معنی	۶
قرآن میں دعا کی اہمیت	۶
روایات میں دعا کی اہمیت	۱۰
قبولیتِ دُعا کی شرائط	
۱)خداوند متعال کی عظمت اور قدرت پر ایمان	۱۵
۲)توجہ قلبی سے دعا کرنا	۱۶
۳)شر اور خیر کی پہچان	۱۷
۴)دُعا جائز ہو	۱۸
۵)دعا قبول ہونے پر یقین	۱۸
۶)محرمات کو ترک کرنا	۲۰
۷)صدقہ اور مسجد	۲۱
۸)عقیق اور فیروزہ پہننا	۲۱
۹)حمد خدا اور صلوات	۲۲
۱۰)دل میں خضوع اور رقت طاری کرنا	۲۴
۱۱)معصوم علیہ السلام کی ولایت پر اعتقاد اور انہیں شفیع ماننا	۲۵
۱۲)سب کے لیے دعا کرنا	۲۶
۱۳)دعا کے ساتھ کوشش	۲۶
کوئی دعا بے جواب نہیں رہتی؟	۲۷
استجابت دعا بندے کی مصلحت میں نہ ہونا	۳۰
دین و دنیا کی بھلائی	۳۰
اس دعا کے بدلے میں زیادہ ثواب یا اس سے بہتر کسی چیز کا عطا کرنا	۳۰
دعا ذخیرہ آخرت یا دعا کے بدلے کسی مصیبت یا بلا کو دور کرنا	۳۱
منبع و مآخذ	۳۲

مقدمہ

الدُّعاءُ سِلاحُ المُؤمِنِ وَعَمودُ الدّینِ وَنورُ السَّماواتِ وَالأرضِ

''دُعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمان وزمین کا نور ہے۔'' (رسول خداؐ)

دُعا رحمتِ خدا کی چابی، دنیا وآخرت کی تاریکیوں میں روشنی ہے اور دعا ہی ہے جو عبد ومعبود کے درمیان قربت کا سبب بنتی ہے۔

دینِ اسلام میں دُعا کرنے اور دعا کے ذریعے اپنے خالق کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کی بڑی تاکید ہے۔ الحمدللہ پچھلے کچھ عرصے سے ملّت تشیع کے اندر خصوصاً دعاؤں کے کلچر میں اضافہ ہوا ہے اور اکثر مساجد وامام بارگاہوں میں ہفتہ وار دعاؤں کی محافل منعقد ہوتی ہیں۔

لیکن دُعا کو حقیقی معرفت اور اُس کی شرائط وآداب کے ساتھ مانگنا ضروری ہے اور یہ بھی سمجھنا اہم ہے کہ دُعا کی کتنی فضیلت ہے۔ اِسی ضرورت کے پیشِ نظر **المہدی**(عج) **ادارۂ تربیت اسلامی** نے ''دُعا کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں'' کے موضوع پر کتابچہ تیار کیا ہے تاکہ برادران وخواہران دُعا کی اہمیت وفضیلت وشرائط کو سمجھ کر بامعرفت دُعا کریں اور ہماری دُعائیں اللہ رب العزّت کی بارگاہ میں قبولیت کے درجے تک پہنچ سکیں۔ اِس کاوش میں اِدارہ ھذا کی طرف سے برادرِ ارجمند مولانا ساجد علی (فاضل قم) کا انتہائی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اِس کارِ خیر میں اُنہوں نے ہماری معاونت فرمائی۔ خداوندِ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

والسلام

المہدی(عج) ادارہ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان

لغت میں دعا کا معنی

لغت میں دعا کا معنی پکارنا۔(۱) کسی کام کو انجام دینے کی درخواست ۔(۲) اور حاجت طلب کرنے کے ہیں ۔(۳)

اصطلاح میں دعا کا معنی

دین کی اصطلاح میں دعا کا معنی ہے، خدا کی طرف رجوع کرنا، اور عاجزی کے ساتھ اس سے کوئی چیز طلب کرنا۔ (۴) شریعت کی نگاہ میں دعا کی تعریف یوں کی گئی ہے، ''خداوند متعال سے گفتگو کرنا، اس کی حمد وثنا کے ساتھ، یا اس سے مغفرت ورحمت کی درخواست کرنا، یا دنیاوی حاجات کی برآوری کی درخواست کرنا۔ (۵)

قرآن میں دعا کی اہمیت

خداوند متعال نے قرآن کریم میں دعا کو بہترین عبادت سے تعبیر کیا ہے۔سورہ غافر میں ارشادفرمایا:

وَ قالَ رَبُّکُمُ ادْعونی اسْتَجِبْ لَکمْ انَّ الَّذینَ یسْتَکبِرُونَ عَنْ عِبادَتی سَیدْخُلُونَ جَهَنَّمَ داخِرِینَ

''اورتمہارا پروردگار فرماتا ہے: مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، جولوگ تکبر کی وجہ سے میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، یقیناً وہ ذلیل ہوکر عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔''(۶)

یہاں پر کیوں خداوند متعال نے دعا کو عبادت سے تعبیر کیا ہے؟ بعض مفسرین فرماتے ہیں: اس لیے خداوند متعال نے دعا کو عبادت سے تعبیر کیا ہے کیونکہ عبادت مطلق معنی میں دعا ہے۔ اسی آیت کے ضمن میں مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث نقل ہوئی ہے، امام کے اصحاب میں سے کسی نے امام سے سوال کیا:

ما تقول فی رجلین دخلا المسجد جمیعا کان احدھما اکثر صلاۃ، و الآخر دعاء فایھما افضل؟ قال کل حسن قد علمت، و لکن ایھما افضل؟ اکثرھما دعاء، اما تسمع قول اللہ تعالی ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔۔۔

امام سے سوال کیا کہ ان دو آدمیوں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے جو دونوں مسجد میں داخل ہوں ایک بہت زیادہ نماز پڑھے اور دوسرا دعا کرے ان دو میں سے کون افضل ہے؟ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر دو اچھے ہیں، سائل نے پھر سوال کیا کہ ان دو میں سے افضل کون ہے؟ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ان دو میں سے وہ افضل ہے جو دعا کرے گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا کہ خدا نے فرمایا: تم دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اس کے بعد فرمایا: ''ھی العبادۃ الکبری۔ دعا سب سے بڑی عبادت ہے۔'' (۷)

اسی لیے روایات میں بھی دعا کو عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک مقام پر رسول اللہ نے فرمایا: ''الدُّعا مُخ الْعِبادَۃِ۔ دعا عبادت کی روح اور جان ہے۔'' (۸) دعا انسان کی زندگی میں خدا تک پہنچنے کے لیے ایک خاص اہمیت رکھتی ہے، جس طرح عبادت انسان کو خدا کے قریب اور غیر خدا سے دور کرتی ہے اسی طرح دعا بھی انسان کو خداوند متعال کے قریب کرتی ہے۔

سورہ فرقان میں خداوند متعال نے بندوں کی طرف اپنی توجہ اور عنایت کا موجب دعا کو قرار دے دیا۔ارشاد فرمایا:

قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا

''کہہ دیجئے اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو میرا رب تمہاری پرواہ ہی نہ کرتا، اب تم نے تکذیب کی ہے اس لیے (سزا) لازمی ہوگی۔''(۹)

خداوند متعال نے قرآن کریم میں اس طرح باقی کسی بھی عبادت کے متعلق نہیں کہا۔ البتہ نماز روزہ حج زکوۃ سب واجبات میں سے ہیں۔ان کی بجا آوری کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے لیکن ان الفاظ میں نہیں ہے جن الفاظ کے ساتھ دعا کے متعلق ہے۔انسان بہت زیادہ گناہ کرتا ہے اس کے متعلق یہ تعبیر نہیں ہے۔بہت زیادہ فساد برپا کرتا ہے اس کے متعلق بھی یہ تعبیر نہیں ہے۔فقط دعا کے متعلق فرمایا کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتی تو خدا تمہاری پرواہ ہی نہ کرتا۔امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا:''کثرۃ القراءۃ افضل او کثرۃ الدعاء'': آیا زیادہ تلاوت قرآن افضل ہے یا زیادہ دعا کرنا افضل ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا:''کثرۃ الدعا افضل و قرء ھذہ الایۃ''۔زیادہ دعا کرنا افضل ہے اور اس کے بعد اس سورہ فرقان کی آیت نمبر ۷۷ کی تلاوت فرمائی۔بس ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ خداوند عالم کے نزدیک دعا کی کتنی اہمیت ہے۔جن چیزوں کی وجہ سے انسان کی خداوند متعال کے نزدیک قدر و قیمت ہے ان میں سے ایک دعا ہے۔خداوند متعال نے سورہ بقرہ میں ماہ رمضان المبارک کی فضیلت واحکام بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

وَ اذا سَأَلَكَ عِبادي عَنّي فَانّي قَرِيبٌ اجيبُ دَعْوَةَ الدّاعِ اذا دَعانِ فَلْيَسْتَجيبُوا لي وَلْيُؤْمِنُوا بي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

''اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو (کہہ دیں کہ) میں

(ان سے) قریب ہوں دعا کرنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں پس انہیں بھی چاہیے کہ وہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ راہ راست پر رہیں۔''(۱۰)

سورہ ق میں ارشاد فرمایا:

نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡکُمۡ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ
''ہم رگ گردن سے بھی زیادہ آپکے قریب ہیں۔''(۱۱)

بندہ اور خالق کے درمیان نزدیکی۔ عابد اور معبود کے درمیان قرب کے متعلق اس سے بڑھ کر خوبصورت تعبیر نہیں ہو سکتی کہ جب بھی جس حال میں جس وقت میرا بندہ مجھے پکارتا ہے میں اپنے بندے کی آواز پر لبیک کہتا ہوں یعنی اپنی بندے کی پکار کو سنتا ہوں۔ اس پکار میں زمان و مکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ یعنی اس خالق حقیقی سے ارتباط قائم کرنے کے لیے زمان و مکان دخیل نہیں ہے جب بھی پکاریں وہ سنتا ہے۔ بس ہمارے پکارنے میں کوتاہی ہو سکتی ہے لیکن اس کے سننے میں کوئی دیر نہیں ہو سکتی۔ دعا میں ایک ایسی طاقت ہے جو ناممکن کو ممکن بنا دیتی ہے۔ حضرت زکریاؑ کے ہاں اولاد نہیں تھی جب حضرت زکریاؑ نے بڑھاپے میں جا کر خداوند متعال سے اولاد کے لیے دعا کی۔ اس رحمان و رحیم نے دعا کو مستجاب کیا اور جناب یحیٰی علیہ السلام کی صورت میں ان کو فرزند عطا فرمایا۔

اس دعا کو خداوند متعال نے قرآن میں اس طرح بیان فرمایا:

وَاِنِّیۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِیَ مِنۡ وَّرَآءِیۡ وَکَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا فَہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا
''اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ پس تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما۔''(۱۲)

اسی سورہ میں ارشاد فرمایا:

قَالَ كَذَٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا

ترجمہ: ''فرمایا اسی طرح ہوگا، آپ کے پروردگار کا ارشاد ہے یہ تو میرے لیے آسان ہے، چنانچہ اس سے پہلے خود آپ کو بھی تو میں نے پیدا کیا جبکہ آپ کوئی چیز نہ تھے۔''(۱۳)

اس کے علاوہ بھی بہت ساری آیات ہیں جو دعا کی اہمیت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں لیکن ہم یہاں پر فقط ان چند آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔

روایات میں دعا کی اہمیت

جس طرح خداوند متعال نے قرآن کریم میں دعا کی اہمیت وفضیلت کو بیان فرمایا اسی طرح معصومین علیہم السلام سے بہت سی روایات موجود ہیں جن میں دعا کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ہم یہاں پر اختصار کے ساتھ چند روایات کو ذکر کریں گے۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مقام پر دعا کو مومن کا ہتھیار قرار دے دیا کہ جس طرح جب انسان پر کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو انسان مادی ہتھیار سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح جب معنوی طور پر دکھ مصیبتیں اور بلائیں انسان پر حملہ آور ہوتی ہیں تو انسان اپنے معنوی ہتھیار دعا کے ذریعے انکا مقابلہ کرسکتا ہے اور دوبارہ فرمایا:''دعا مومن کے لیے دین کا ستون ہے۔''یعنی دعا مومن کے ایمان کے لیے ایک ستون کا مقام رکھتی ہے۔جس طرح ایک خیمہ کے لیے ستون کا ہونا ضروری ہے اسی طرح ایک مومن کے ایمان کے ستون، دعا کا ہونا ضروری ہے۔

یعنی بندے کا خدا کے ساتھ دعا کے ذریعے جتنا رابطہ مضبوط ہوگا ایک انسان مومن اتنا ہی معنوی طور پر مضبوط ہوگا۔تقرب خدا کے لیے بہترین ہتھیار دعا ہے۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مختصر اور جامع حدیث میں ارشاد فرمایا:

الدُّعا سِلاحُ الْمُؤمِنِ وَعَمُودُ الدّينِ وَنُورُ السَّماواتِ وَالْاَرْضِ

''دعا مؤمن کا ہتھیار، دین کا ستون، اور آسمان وزمین کا نور ہے۔''(۱۴)

اس حدیث سے دعا کی اہمیت وفضیلت کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن افسوس کہ ہم اس نعمت خدا سے اکثر محروم رہتے ہیں۔ ہمارے پیشوا وہ ہیں جنہوں نے ہمیں دعا کا ڈھنگ سکھایا۔ ہمیں بتایا کہ کس طرح اس مالک حقیقی سے سوال کیا جاتا ہے۔ کس طرح اس رحمان سے اپنی بات منوائی جا سکتی ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے ایک مقام پر دعا کو رحمت خدا کی چابی قرار دیا اور دنیا وآخرت کی تاریکیوں کے لیے روشنی قرار دے دیا۔ یعنی جب انسان کے گناہوں کی وجہ سے اس پر اپنے پروردگار کی رحمت کے دروازے بند ہو جائیں تو اس وقت دعا وہ چابی ہے جس کے ذریعے رحمت خدا کے دروازے کھولے جا سکتے ہیں۔

اور جب انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے گمراہی کے اندھیروں میں چلا جاتا ہے اور راہ حق کو گم کر دیتا ہے، اس وقت دعا ہی وہ روشنی ہے جو انسان کو گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر، حق کی روشنی کی طرف لاتی ہے۔ جب کثرت گناہ کی وجہ سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے تو اس وقت دعا ہی کے ذریعے دل کو نور ایمان سے منور کیا جا سکتا ہے۔ دعا وہ روشنی ہے جو انسان کو گناہوں کی تاریکی سے نکال کر خداوند متعال کے قریب لاتی ہے۔ دعا ہی ہے جو عبد اور معبود کے درمیان قربت کا سبب بنتی ہے۔ دعا ہی ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان رابطے کو پختہ کرتی ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

الدُّعا مِفْتاحُ الرَّحْمَةِ وَ مِصْباحُ الظُّلْمَة

''دعا رحمت کی چابی اور (دنیا وآخرت کی) تاریکی کے لیے روشنی ہے۔''(۱۵)

یعنی دعا دنیا وآخرت کی تاریکیوں کے لیے روشنی ہے، جس طرح اس دنیا میں انسان کو نور ہدایت کی ضرورت ہے اسی طرح آخرت میں بھی انسان کو نور رحمت کی ضرورت ہے۔ جس طرح یہ دعا دنیا میں انسان کو گمراہی کے اندھیرے سے نکال کر ھدایت کی طرف لاتی ہے،

اسی طرح آخرت میں جس دن انسان مایوسی وناامیدی کے اندھیرے میں سرگردان ہوگا تو یہ دعا اس وقت بھی انسان کی مونس ومددگار ہوگی۔

ایک مقام پر رسول اللہ نے انسان کے تمام نیک اعمال اور واجبات کو عبادت کا نصف قرار دیا اور نصف عبادت، دعا کو قرار دیا۔ یعنی اگر انسان تمام واجبات کو انجام دے، جس میں نماز بھی ہے، روزہ بھی ہے، حج بھی ہے، زکوۃ بھی ہے، حتٰی کہ جہاد کہ جس متعلق خود خدا نے فرمایا : کہ ''شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر نہیں گرتا کہ میں اس کے تمام کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہوں۔'' ان عبادات کو انجام دینے کے بعد بھی یہ عبادت کا آدھا ہیں اور عبادت کا بقیہ آدھا دعا کو قرار دے دیا۔ ارشاد فرمایا:

عَمَلَ الْبِرِّ كُلُّهُ نِصْفُ الْعِبادَةِ وَ الدُّعا نِصْفٌ

''انسان کے تمام نیک اعمال اس کی عبادت کا نصف ہیں اور دوسرا نصف دعا ہے۔''

اس حدیث سے دعا کی اہمیت وفضیلت اور دعا کی برکات روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ ایک مقام پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالدُّعَاءِ فَإِنَّكُمْ لَا تَقَرَّبُونَ بِمِثْلِهِ وَ لَا تَتْرُكُوا صَغِيرَةً لِصِغَرِهَا أَنْ تَدْعُوا بِهَا إِنَّ صَاحِبَ الصِّغَارِ هُوَ صَاحِبُ الْكِبَارِ

''میں آپ کو دعا کی سفارش کرتا ہوں، کوئی چیز بھی اس دعا سے بڑھ کر خدا کے قریب کرنے والی نہیں ہے، اور کسی چھوٹے کام کے چھوٹا ہونے کی خاطر اس کے لیے دعا کو ترک نہ کرنا، چونکہ چھوٹی حاجات بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں، جس کے ہاتھ میں بڑی حاجات ہیں۔''(۱۶)

اس حدیث میں اگر دقت کی جائے تو اس میں کافی ظریف نکات موجود ہیں۔

۱) امام علیہ السلام نے سب سے پہلے فرمایا کہ میں تمہیں دعا کی سفارش کرتا ہوں۔ امام

معصوم کا ایک چیز کے متعلق سفارش کرنا یہ خود اس چیز کی اہمیت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ گویا امام علیہ السلام کے نزدیک دعا کی اتنی اہمیت ہے کہ خود اپنے ماننے والوں کو دعا کی سفارش کر رہے ہیں۔

۲) دوسرا نکتہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: کوئی چیز بھی دعا سے بڑھ کر خدا کے قریب کرنے والی نہیں ہے۔ یعنی خداوند متعال کا قرب حاصل کرنے کے لیے سب سے آسان راستہ دعا ہے۔ دعا کے ذریعے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ خدا سے راز و نیاز کا وسیلہ دعا ہے۔ البتہ تمام نیک اعمال خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔ تمام نیک اعمال تقرّبِ الٰہی کا موجب ہیں لیکن جس چیز کی معصوم نے سفارش کی ہے وہ دعا ہے۔

۳) تیسرا نکتہ امام علیہ السلام نے فرمایا: دعا کو اپنی چھوٹی چھوٹی حاجات میں بھی ترک نہ کرو۔ یہاں پر معصوم علیہ السلام ہمیں متوجہ کر رہے ہیں کہ ہمیشہ اپنے خدا کے ساتھ رابطہ برقرار رکھو، ایسا نہ ہو کہ ہم جب کسی بڑی مشکل میں مبتلا ہو جائیں تو پھر خداوند متعال کی بارگاہِ میں دعا کریں، توسل کریں۔ بلکہ انسان کو اپنی چھوٹی چھوٹی حاجات اپنی چھوٹی چھوٹی مشکلات میں بھی خداوند متعال کے ساتھ متوسل رہنا چاہیے، تا کہ عبد اور معبود، خالق اور مخلوق والا رابطہ برقرار رہے۔ جس طرح انسان بڑی بڑی مشکلات اور حاجات میں خدا کا محتاج ہے اسی طرح چھوٹی چھوٹی مشکلات اور حاجات میں بھی خدا کا محتاج ہے۔

۴) چوتھا نکتہ یہ ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح بڑی بڑی حاجات کو پورا اور بڑی بڑی مشکلات کو رفع کرنی والی ذات، ذات خدا ہے اسی طرح چھوٹی چھوٹی حاجات کو پورا، اور چھوٹی چھوٹی مشکلات کو رفع کرنے والی خداوند متعال کی ذات ہے۔ ہم اس کی طرف متوجہ ہوں یہ نہ ہوں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر انسان خیال کرے کہ فقط بڑی بڑی مشکلات میں ہی خداوند متعال سے دعا اور توسل کرنا چاہیے، چھوٹی چھوٹی مشکلات میں ہم اس کے محتاج نہیں

ہیں تو یہ تصور غلط ہے۔ انسان ہر وقت، ہر حال میں رحمتِ الٰہی کا محتاج ہے، لطف پرودگار کا نیازمند ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی چھوٹی چھوٹی حاجات کو بھی اس مہربان پروردگار کے سامنے پیش کریں تا کہ ہمارا رابطہ اپنے مالک حقیقی کے ساتھ برقرار رہے اور اس کی رحمت و لطف ہمارے شامل حال رہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

ما اَحدٌ أَبغضُ اِلَی اللهِ عزّوجَلَّ مِمَّن یستکبِرُعَن عِبادَتِه و لایسأَلُ ما عِندَهُ

''خداوند کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی مبغوض (قابل نفرت) نہیں جو تکبر کی وجہ سے خدا کی عبادت نہیں کرتا اور خدا سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔'' (۱۷)

دعا کی اہمیت کا یہاں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جن چیزوں کی وجہ سے خدا کسی سے نفرت کرتا ہے ان میں سے ایک خدا سے سوال (دعا) نہ کرنا ہے۔ بس دعا ہی ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعے خداوند متعال کی خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور غضب خدا سے بچا جا سکتا ہے۔

قبولیت دُعا کی شرائط

دعا انسان کا خالق حقیقی کے ساتھ معنوی رابطے کا نام ہے۔ دعا عبد کی معبود کے ساتھ محبت کی نشانی ہے۔ دعا مخلوق کو خالقِ حقیقی کے ساتھ ملانے کا وسیلہ ہے۔ جب گناہوں کی وجہ سے خالق اور مخلوق کے درمیان پردے حائل ہو جاتے ہیں تو دعا کے ذریعے ہی ان حجابوں کو دود کیا جا سکتا ہے، چونکہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ دعا باقی عبادات کی طرح ایک عبادت ہے لہٰذا جس طرح باقی تمام عبادات کے خاص احکام اور شرائط ہیں، اسی طرح دعا کی بھی کچھ شرائط ہیں۔ انسان مومن کو چاہیے کہ جب دعا کرے تو ان شرائط کا لحاظ کرے، تاکہ اس کی دعا مرحلہ استجابت تک پہنچ جائے۔ بسا اوقات ہم دعا تو بہت زیادہ کرتے ہیں، لیکن چونکہ دعا کی شرائط کا لحاظ نہیں کیا جاتا، اس لیے بسا اوقات ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ ہم یہاں پر دعا کی چند شرائط کو اختصار کے ساتھ ذکر کریں گے۔

۱) خداوند متعال کی عظمت اور قدرت پر ایمان

دعا کی شرائط میں سے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ انسان ایمان رکھتا ہو کہ خداوند متعال کی ذات تمام موجودات پر قدرت رکھتی ہے اور یہ ایمان رکھتا ہو کہ خداوند متعال کے لیے کوئی چیز بھی ناممکن نہیں ہے۔ میں جس چیز (جائز) کا بھی سوال کروں خدا کی ذات اسے عطا کر سکتی ہے۔ وہ اس چیز کو عطا کرنے میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ خدا کے علاوہ کسی پر، کسی قسم کی امید نہ رکھے۔ اس کی تمام امید خداوند کی ذات اقدس ہو۔ خداوند متعال نے خود قرآن میں ارشاد فرمایا:

و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

''جو بھی اپنے امور میں خدا پر توکل کرے گا بس خدا اس کے لیے کافی ہے۔''(۱۸)

علی بن سوید سائی کہتا ہے، اس آیت کے متعلق امام رضا علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

و من یتوکل علی اللہ فھوحسبہ
یعنی:

التوکل علی اللہ درجات

منھا أن تتوکل علی اللہ فی أمورك کلھا فما فعل بك کنت عنہ راضیا تعلم أنہ لایألوك خیرا و فضلا

''۔۔۔۔ توکل کے درجات اور مراتب ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ تو اپنے تمام امور میں خداوند متعال پر توکل اور اعتماد کرے، اور جو کچھ وہ تیرے لیے انجام دے تو اس پر راضی رہے اور تو جان لے، یقین رکھ کہ وہ کسی صورت میں بھی اپنے فضل و خیر اور کرم سے تیرے حق میں کوتاہی نہیں کرے گا۔''(۱۹)

۲) توجہ قلبی سے دعا کرنا

دعا کی شرائط میں سے دوسری شرط توجہ قلبی ہے، دعا کرنے والے کو چاہیے کہ مکمل توجہ اور خلوص کے ساتھ اپنی حاجات کو خداوند متعال سے طلب کرے۔ دعا کرتے وقت متوجہ ہو کہ کس سے ہمکلام ہو رہا ہے۔ خداوند متعال نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

فادعواللّٰہ مخلصین لہ الدین
''(فقط) خدا کو پکاریں اور اپنے دین کو اسی کے لیے خالص کریں۔''(۲۰)

یعنی دعا اور درخواست خالص ہونی چاہیے۔ ایک مقام پر امیر المومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لایَقْبَلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ دُعاءَ قَلْبٍ لاہٍ؛۔۔۔،

''خدا اس کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل دعا کرتے وقت غافل اور مشغول ہو۔''(۲۱)

امیر المومنین کے اس نورانی کلام سے واضح ہے کہ دعا کی قبولیت کے لیے توجہ لازم ہے، ورنہ دعا استجابت کے مرحلے تک نہیں پہنچے گی۔ خداوند متعال نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ

''انہوں نے ہمیں امید اور ڈر سے پکارا اور ہمارے لئے خشوع کیا۔''(۲۲)

معلوم ہوا دعا کی قبولیت دعا کرنے والے سے وابستہ ہے، اگر دعا کرنے والا توجہ اور خلوص کے ساتھ دعا نہ کرے تو دعا قبول نہیں ہوتی۔

۳) شر اور خیر کی پہچان

دعا کی شرائط میں سے تیسری شرط خیر اور شر کی پہچان ہے۔ انسان راہ نجات اور راہ ہلاکت کو جانتا ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان اپنی ہلاکت کی آپ ہی دعا کر رہا ہو۔ یہ تب مشخص کر پائے گا جب خیر اور شر کی پہچان ہو گی۔ خداوند متعال نے سورہ اسرا میں ارشاد فرمایا:

وَيَدْعُ الِانْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الانْسَانُ عَجُولاً

''انسان کو جس طرح خیر مانگنا چاہیے اسی انداز سے شر مانگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے۔''(۲۳)

اس آیت کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

وَ اعْرِفْ طُرُقَ نَجَاتِكَ وَ هَلَاكِكَ كَيْلَا تَدْعُوَ اللهَ بِشَيْءٍ مِنْهُ هَلَاكُكَ وَ أَنْتَ تَظُنُّ فِيهِ نَجَاتَكَ

''تیرے اوپر لازم ہے کہ نجات اور ہلاکت کے راستوں کو پہچان، تاکہ دعا کرتے وقت خدا سے ایسی چیز کا سوال نہ کرے جس میں تیری ہلاکت ہو، اور تو گمان کر رہا ہو کہ اس میں میری نجات ہے۔''(۲۴)

بس معلوم ہوا دعا سے پہلے انسان سوچے کہ کیا مانگ رہا ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خیر کے

بجائے شر طلب کر رہا ہو، اگر انسان خیر اور شر میں تشخیص کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، تو پھر اسے چاہیے خدا سے اس طرح دعا کرے، کہ خدایا ہر وہ چیز جو میرے لیے خیر اور مصلحت رکھتی ہے، وہ مجھے عطا کر۔

۴) دُعا جائز ہو

دعا کی شرائط میں سے چوتھی شرط یہ ہے کہ دعا جائز کام کے لیے ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی ناجائز کام کے لئے دعا کرے گا، تو اسکی دعا قبول نہیں ہوگی، مثلاً اگر کوئی خداوند متعال سے رزق مانگے لیکن اس لیے مانگے کہ اس رزق کے ساتھ حرام کام انجام دے، تو چونکہ خداوند متعال کی ذات ہمارے باطن سے آگاہ ہے لہٰذا دعا قبول نہیں کرے گا اس لیے کہ مقصد حرام کام ہے۔ بسا اوقات انسان دعا کرتا ہے، لیکن دعا کی شرائط کو فراہم نہیں کرتا جس کی وجہ سے اسکی دعا رد ہو جاتی ہے۔ پھر انسان شکوے خدا سے کرتا ہے، کہ ہم دعا تو کرتے ہیں لیکن خدا ہماری دعا سنتا نہیں، حالانکہ بالکل بھی ایسا نہیں ہے، وہ تو خود فرماتا ہے، کہ مجھ سے مانگو تا کہ تمہیں عطا کروں، اس کے خزانے تمام ہونے والے ہیں ہی نہیں، بس کوتاہی ہمارے مانگنے میں ہے، نہ کہ اس رحمان ورحیم کے عطا کرنے میں۔

۵) دعا قبول ہونے پر یقین

دعا کی شرائط میں سے پانچویں شرط دعا کے قبول ہونے پر یقین رکھنا ہے۔ انسان دعا کرنے سے پہلے یقین رکھے کہ خداوند متعال ہر چیز پر قادر ہے، ہماری کسی بھی حاجت کو پورا کرنا اس کے لیے ناممکن نہیں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ادْعُوا اَللّٰهَ وَ أَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ

''خدا سے دعا کریں درحالانکہ آپ کو دعا کے قبول ہونے پر یقین ہو۔''(۲۵)

یعنی اس یقین کے ساتھ دعا کریں کہ خداوند متعال ہماری دعا کو قبول کرے گا۔ اس شرط کی دلیل یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کے چند مراتب ہیں، بسا اوقات خداوند متعال ہماری دعا کو قبول کر لیتا ہے، لیکن ہمیں خبر نہیں ہوتی، اس لیے کہ ہم تمام امور کے مصالح اور مفاسد سے آشنا نہیں ہوتے اور دعا خود خداوند متعال کی عبادات میں سے ایک عبادت اور خداوند متعال کے سامنے اظہار تواضع ہے۔ خداوند متعال کی رحمت واسعہ کا تقاضا یہ ہے کہ اس اظہار تواضع اور عبادت کا اجر ملے، لہٰذا اس اعتبار سے ہر دعا کی قبولیت حتمی ہے۔

امام سجاد علیہ السلام نے دعائے ابوحمزہ ثمالی میں فرمایا:

اللهُمَّ إِنِّي أَجِدُ سُبُلَ الْمَطَالِبِ إِلَيْكَ مُشْرَعَةً وَ مَنَاهِلَ الرَّجَاءِ إِلَيْكَ لَدَيْكَ مُتْرَعَةً وَ الاسْتِعَانَةَ بِفَضْلِكَ لِمَنْ أَمَّلَكَ مُبَاحَةً وَ أَبْوَابَ الدُّعَاءِ إِلَيْكَ لِلصَّارِخِينَ مَفْتُوحَةً وَ أَعْلَمُ أَنَّكَ لِلرَّاجِي (لِلرَّاجِينَ) بِمَوْضِعِ إِجَابَةٍ

''اے معبود! میں اپنے مقاصد کی راہیں تیری طرف کھلی ہوئی پاتا ہوں اور امیدوں کے چشمے تیرے ہاں بھرے پڑے ہیں ہر امیدوار کے لئے تیرے فضل سے مدد چاہنا آزاد وروا ہے اور فریاد کرنے والوں کی دعاؤں کیلئے تیرے دروازے کھلے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ تو امیدوار کی جائے قبولیت ہے۔''(۲۶)

اسی دعا میں ہی دوبارہ ارشاد فرمایا:

وليس من صفاتك ان تامر بالسؤال وتمنع العطية

''اے میرے سردار! یہ بات تیری شان سے بعید ہے کہ تو مانگنے کا حکم دے اور عطا نہ فرمائے۔''(۲۷)

امام سجاد علیہ السلام کی اس پر برکت دعا کے جملات سے معلوم ہوا کہ دعا کی قبولیت حتمی ہے، البتہ قبولیت کے مراتب ہیں، ممکن ہے ہم ان تمام مراتب سے آشنا نہ ہوں۔

۶) محرمات کوترک کرنا

دعا کی شرائط میں سے چھٹی شرط محرمات کوترک کرنا ہے۔اس لیے کہ جو بھی اپنی مالک سے کسی چیز کی حاجت رکھتا ہو، اور اسکا محتاج ہو، اسے چاہیے کہ ایسے کاموں کوانجام نہ دے جو اسکے مالک کی ناراضگی کا سبب بنیں۔ ہم چونکہ ہر ہر سانس پر اس مالک حقیقی کے محتاج ہیں، اپنی حاجات کواس کی بارگاہِ میں پیش کرنا ہوتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے کام (محرمات) کوانجام نہ دیں جس کی وجہ سے ہمارا مالک حقیقی ہم سے ناراض ہوجائے، اور ہماری حاجات کو پورا نہ کرے۔ وہ محرمات کہ جن کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی، ان میں سے رزق حرام سے بچنے کی معصومین علیہم السلام نے بہت تاکید فرمائی ہے۔امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اَللّٰهَ لاَ يُرْفَعُ إِلَيْهِ دُعَاءُ عَبْدٍ وَفِي بَطْنِهِ حَرَامٌ

''خدااس بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جس کے شکم میں حرام ہو۔''(۲۸)

معلوم ہوا دعا کی قبولیت کے لیے محرمات سے اجتناب ضروری ہے، اور بالخصوص رزق حرام سے اجتناب۔ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں میری دعا قبول ہو کیا کروں؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طَهِّرْ مَأْكَلَكَ وَلاَ تُدْخِلْ بَطْنَكَ الْحَرَامَ

''اپنی روزی کو پاک رکھ، ہرگز حرام کو شکم میں داخل نہ کر۔''(۲۹)

ایک اور مقام پر رسول اللہ نے فرمایا:

مَن أحبَّ أن يُستجابَ دعاءُهُ فَليطيِّبْ مطعَمَهُ و مكسَبَهُ

''جو بھی چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو، وہ اپنی غذا اور کسب وروزی کو پاک رکھے۔''(۳۰)

۷) صدقہ اور مسجد

دعا کی شرائط میں سے ساتویں شرط یہ ہے کہ دعا سے پہلے صدقہ دیا جائے اور دعا مسجد میں کی جائے۔ جہاں پر اور بہت سی شرائط قبولیت دعا کے لیے مہم ہیں، وہاں پر مکان دعا بھی خاص اہمیت کا حامل ہے، کہ انسان دعا کے لیے کونسے مکان کا انتخاب کرے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

كَانَ أَبِي إِذَا طَلَبَ اَلْحَاجَةَ طَلَبَهَا عِنْدَ زَوَالِ اَلشَّمْسِ فَإِذَا أَرَادَ ذَلِكَ قَدَّمَ شَيْئاً فَتَصَدَّقَ بِهِ وَ شَمَّ شَيْئاً مِنْ طِيبٍ وَ رَاحَ إِلَى اَلْمَسْجِدِ وَ دَعَا فِي حَاجَتِهِ بِمَا شَاءَ اَللَّهُ

''میرے والد گرامی جب چاہتے تھے کہ خدا سے حاجت طلب کریں، تو ظہر کے وقت طلب کرتے تھے، جیسے ہی دعا کا اردہ کرتے، ایک چیز پہلے لاتے اور صدقہ دیتے، اور تھوڑا سا عطر لگاتے، اور مسجد چلے جاتے تھے، وہاں جا کر اپنی حاجت کے لیے دعا کرتے۔''(۳۱)

اس حدیث میں امام علیہ السلام نے بطور نمونہ ہمارے لیے ایک معصوم کی سیرت کو نقل کیا کہ امام معصوم جب بھی دعا کرنا چاہتے تھے، خدا سے اپنی حاجت کو طلب کرنا چاہتے تھے، تو صدقہ دیتے، عطر لگاتے، مسجد جاتے، اور ظہر کے وقت دعا کرتے۔

۸) عقیق اور فیروزہ پہننا

دعا کی شرائط میں سے آٹھویں شرط ہے ہاتھ میں عقیق اور فیروزہ کی انگوٹھی پہننا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قَالَ اَللَّهُ سُبْحَانَهُ لَأَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ يَدَهُ وَ فِيهَا خَاتَمُ فِضَّةٍ فَصُّهُ فَيْرُوزَجٌ فَأَرُدُّهَا خَائِبَةً

''خدا فرماتا ہے مجھے شرم آتی ہے، میں اس بندے کی دعا کو رد کروں، جس کا ہاتھ دعا کے لیے اٹھے اور اس میں فیروزہ کی انگوٹھی ہو۔''(۳۲)

عقیق کی انگوٹھی کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اَلشَّیْبَانِیّ رَفعَهُ إِلَی أَبِی عَبْدِ اَللهِ عَلَیْهِ السَّلاَمُ قَالَ مَا رُفِعَتْ کَفٌّ إِلَی اَللهِ عَزَّوَ جَلَّ أَحَبُّ إِلَیْهِ مِنْ کَفٍّ فِیهَا عَقِیقٌ؛

''خدا کے طرف اٹھنے والے ہاتھوں میں سے، خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہاتھ ہے جس میں عقیق ہو۔''(۳۳)

۹) حمد خدا اور صلوات

دعا کی شرائط میں سے نویں شرط یہ ہے کہ دعا سے پہلے خداوند متعال کی حمد وثنا، اور محمد و آل محمد پر صلوات بھیجی جائے۔ خدا کی حمد اور محمد وآل محمد پر صلوات یہ دو ایسی مہم شرطیں ہیں جو دعا کو شرف قبولیت تک پہچانے میں زیادہ معاون ثابت ہوتی ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِیَّاکُمْ إِذَا أَرَادَ أَحَدُکُمْ أَنْ یَسْأَلَ مِنْ رَبِّهِ شَیْئاً مِنْ حَوَائِجِ اَلدُّنْیَا وَ اَلْآخِرَةِ حَتَّی یَبْدَأَ بِالثَّنَاءِ عَلَی اَللهِ عَزَّوَ جَلَّ وَ اَلْمَدْحِ لَهُ وَ اَلصَّلاَةِ عَلَی اَلنَّبِیِّ صَلَّی اَللهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ یَسْأَلَ اَللهَ حَوَائِجَهُ

''ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی خداوند متعال سے دنیا وآخرت کی حاجات میں سے کوئی چیز مانگے، مگر یہ کہ پہلے خدا کی حمد وثنا، خدا کی مدح، نبی کریم پر صلوات پڑھے، پھر خدا سے اپنے حاجت کا سوال کرے۔''

محمد بن مسلم کہتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ فِی کِتَابِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلاَمُ أَنَّ اَلْمِدْحَةَ قَبْلَ اَلْمَسْأَلَةِ فَإِذَا دَعَوْتُمُ اَللهَ فَمَجِّدُوهُ قَالَ قُلْتُ کَیْفَ نُمَجِّدُهُ قَالَ تَقُولُ یَا مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَیَّ مِنْ حَبْلِ اَلْوَرِیدِ یَا مَنْ یَحُولُ بَیْنَ اَلْمَرْءِ ---

حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں سے لکھی کتاب میں آیا ہے کہ حاجت طلب کرنے سے پہلے خداوند متعال کی حمد وثنا کرنی چاہیے، بس جو چاہتا ہے کہ خدا سے حاجت طلب کرے وہ پہلے اس کی حمد کرے۔"(۳۴)

مسلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا حمد کیسے کریں؟ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اے وہ خدا کہ جو میری شہ رگ سے زیادہ میرے قریب ہے، اے وہ جو انسان اوراس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے، اے وہ کہ جس کا مقام بلند ہے، اے وہ کہ جس کی مثل کوئی چیز موجود نہیں ہے۔"(۳۵)

ایک مقام پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لاَیَزَالُ اَلدُّعَاءُ مَحْجُوباً حَتَّی یُصَلَّی عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ(۳۶)

"دعا کا اس وقت تک حجاب زائل نہیں ہوتا، جب تک محمد وآل محمد پر صلوات نہ بھیجی جائے"

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا هِيَ اَلْمِدْحَةُ ثُمَّ اَلثَّنَاءُ ثُمَّ اَلْإِقْرَارُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ اَلْمَسْأَلَةُ إِنَّهُ وَ اَللهِ مَا خَرَجَ عَبْدٌ مِنْ ذَنْبٍ إِلاَّ بِالْإِقْرَارِ

"بالتحقیق (دعا کے وقت) پہلے مدح (خداوند متعال کی صفات) پھر ثنا (اس کی نعمتوں کا اعتراف اور شکر) پھر گناہوں سے خروج واقرار، اس کے بعد دعا۔"(۳۷)

اس حدیث میں مدح وثنا کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز کا ذکر بھی ہوا ہے، وہ ہے انسان کا اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا۔ یعنی جب انسان خدا سے کوئی حاجت طلب کرنا چاہے تو پہلے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے کہ خدایا گنہگار ہوں مگر تیری رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔

۱۰) دل میں خضوع اور رقت طاری کرنا

جب انسان اپنی دعا مستجاب کرانے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے قلب پر رقت طاری

کرنا ضروری ہے اور انسان اپنے دل پر رقت طاری کرنے کی کوشش کرے اس لئے کہ جب دل پر رقت طاری ہوجاتی ہے تو وہ صاف وشفاف ہوجاتا ہے، اللہ اور اس بندے کے درمیان سے مانع ہونے والی چیزیں ہٹ جاتی ہیں اور بندہ اللہ سے قریب ہوجاتا ہے۔ دعا اور سوال کرنے کے طریقوں میں دل پر رقت طاری ہونا موثر ہے اور روایات میں دعا کرتے وقت اپنے کو اسکی بارگاہ میں ذلیل وخوار کر کے پیش کرنا وارد ہوا ہے۔ احمد بن فہد حلی نے کتاب (عدۃ الداعی) میں نقل کیا ہے:

انّ رسول الله (ص) اذا ابتهل و دعا کان کما یستطعم المسکین

''جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ وزاری فرماتے تھے تو آپ کی وہی حالت ہوتی تھی جو مسکین کی کھانا طلب کرتے وقت ہوتی ہے۔''(۳۸)

روایت کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰؑ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی:

الق کفیك ذُلّا بین یدیّ کفعل العُبید المستصرخ الی سیّدہ، فاذا فعلت ذالك رحمت، و انا اکرم الاکرمین القادرین

''میرے سامنے تم اُس ذلیل وخوار غلام کی طرح آؤ جو اپنے آقا کے سامنے بالکل ذلیل وخوار ہوتا ہے اس لئے کہ جب وہ غلام ایسا کرتا ہے تو آقا اس پر رحم کرتا ہے اور میں سب سے زیادہ اکرام کرنے اور قدرت رکھنے والا ہوں۔''(۳۹)

۱۱) معصوم علیہ السلام کی ولایت پر اعتقاد اور انہیں شفیع ماننا

قال اللہ تعالیٰ:

فَمَنْ سَاَلَنِیْ بِهِمْ عَارِفاً بِحَقِّهِمْ وَ مَقَامِهِمْ اَوْجَبْتَ لَه مِنِّی اَلْاِجَابَةَ

''خدا فرماتا ہے کہ جو شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کرے اور دعا مانگے جبکہ وہ ان کے حق اور مقام کو پہچانتا ہو تو مجھ پر لازم ہے کہ

میں اس کی دعا قبول کروں۔"(۴۰)

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ دَعَا اللہ بِنَا اَفْلَحَ یعنی جو شخص ہم اہلبیت کا واسطہ دے کر دعا کرے تو وہ شخص کامیاب وکامران ہے۔(۴۱) جناب یوسف ع کے واقعہ میں بیان ہوا ہے کہ جناب جبرائیل حضرت یعقوب ع کے پاس آئے اور عرض کی، کیا میں آپ کو ایسی دعا بتاؤں کہ جس کی وجہ سے خدا آپ کی بینائی اور آپ کے دونوں بیٹے (یوسف و بنیامین) آپکو واپس لوٹا دے حضرت یعقوبؑ نے کہا وہ کون سی دعا ہے۔

فقال جبرائیل۔ قُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلِیٍّ وَ فَاطِمَۃَ وَالْحَسنِ وَالْحُسَینِ اَنْ تَأتِیَنِیْ بِیوسُفَ وَ بُنْیامِینَ جَمِیعاً وَ تُرَدُّ عَلیَّ عَیْنِی

"حضرت جبرائیل نے حضرت یعقوب سے کہا کہ یوں دعا مانگو خدایا میں تجھے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ (میرے دونوں بیٹوں) یوسف اور بنیامین کو اور میری بینائی کو واپس لوٹا دے۔"

"جناب یعقوبؑ کی یہ دعا ابھی تمام ہی ہوئی تھی کہ قاصد (بشیر) نے آکر جناب یوسف کی قمیص حضرت یعقوبؑ پر ڈال دی تو آپ کی آنکھیں بینا ہو گئیں۔"(۴۲)

حدیث قدسی میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے چالیس شب عبادت کرنے کے بعد دعا کی لیکن اس کی دعا قبول نہیں ہوئی، تو اس نے حضرت عیسٰیؑ کے پاس شکایت کی، حضرت عیسٰیؑ نے بارگاہ خداوندی سے سوال کیا تو جواب ملا کہ اس نے دعا کا صحیح راستہ اختیار نہیں کیا:

اِنَّہُ دُعَانِیْ وَفِیْ قَلْبِہٖ شَكٌ مِنْكَ

"کیوں کہ وہ مجھ سے تو دعا کرتا ہے اور حاجت طلب کرتا ہے لیکن اسکے دل میں

تیری نبوت کے بارے میں شک ہے (یعنی تیری نبوت کا معتقد نہیں ہے)''(۴۳)
لہٰذا وہ اگر اس (شک اور عدم اعتقاد کی) حالت میں اتنی دعا کرے کہ اس کا سانس ختم ہو جائے اور اس کی انگلیاں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تب بھی میں اس کی دعا قبول نہیں کروں گا۔

۱۲) سب کے لیے دعا کرنا

قال رسول الله إذا دَعا أَحَدُكُمْ فَلْيَعُمَّ، فَإِنَّهُ أَوْجَبُ لِلدُّعاءِ

''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو اسے چاہیے کہ اپنی دعا کو عمومیت دے یعنی دوسروں کو بھی دعا میں شریک کرے کیونکہ ایسی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔''(۴۴)

قال الامام الصادق مَنْ قَدَّمَ اَرْبَعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ثُمَّ دَعَاهُ اَسْتُجِيبُ لَه
''جو شخص پہلے چالیس مومنین کے لئے دعا کرے اور پھر اپنے لئے دعا مانگے تو اس کی دعا قبول ہوگی۔''(۴۵)

۱۳) دعا کے ساتھ کوشش

یعنی دعا کا معنی یہ نہیں ہے کہ انسان کام وسعی اور کوشش چھوڑ دے اور گھر بیٹھ کر فقط دعا کرتا رہے۔ امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ تُرَدُّ عَلَيْهِمْ دَعْوَتُهُمْ رَجُل جَلَسَ فِیْ بَيْتِهِ وَ قَالَ يا رَبِّ اُرْزُقِنِیْ فَقَالُ لَهُ اَلَمْ اَجْعَلُ لَكَ السَّبِيْلَ اِلیٰ طَلَبِ الرِّزْقِ

''تین قسم کے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوگی (ان میں سے) ایک وہ شخص ہے جو فقط گھر میں بیٹھ کر یہ دعا کرتا رہے کہ خداوندا مجھے روزی عطا فرما اسے جواب دیا جائے گا۔ کیا میں نے تیرے لئے روزی کمانے کا ذریعہ اور وسیلہ قرار نہیں دیا۔''

دوسرے لفظوں میں حصول رزق کیلئے تلاش و کوشش کرنا، کام کرنا ایک چیز ہے لیکن روزی کا نصیب ہونا اس کا بابرکت ہونا توفیق الٰہی کا شامل حال ہونا دوسرا مطلب ہے جس میں دعا بہت مؤثر ہے۔(۴۶)

بسا اوقات ہم عملی طور پر کرتے کچھ بھی نہیں ہیں۔ فقط دعا کے ذریعے معجزے کے انتظار میں ہوتے ہیں معصومین علیہم السلام نے ہمیں یہ درس دیا کہ پہلے روزی کے مقدمات فراہم کرو، پھر دعا تمہارے لیے مؤثر ثابت ہوگی۔ جس طرح ایک انسان مریض ہو جاتا ہے اور ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ یہاں ڈاکٹر کے پاس جانا ایک چیز ہے، دوائی سے شفا ملنا یہ دوسری چیز ہے، اس میں دعا بہت مؤثر ہوتی ہے۔

یعنی مریض پہلے ڈاکٹر کے پاس جائے گا صحت کے مقدمات فراہم کرے گا پھر اس کے لیے دعا مؤثر ہوگی۔

کوئی دعا بے جواب نہیں رہتی؟

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

''اور تمہارا رب فرماتا ہے: مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔''(۴۷)

ہم اللہ کے بندے ہیں ہمیں چاہئے ہم اس سے مانگیں اور مطمئن رہیں کہ وہ ضرور ہماری دعا کا نتیجہ ہمیں عطا کرے گا۔ جیسا کہ اس آیت میں خداوند تعالیٰ کی ذات نے وعدہ دیا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعاوں کو قبول کرتا ہوں اگر ابھی آپ کی دعا قبول نہیں ہوئی تو اس میں بھی کوئی مصلحت ہے کہ جس کو آپ نہیں جانتے۔ خداوند متعال اس کا بدلہ آپ کو ضرور دے گا اور بالخصوص آخرت میں اس کا اجر عطا کرے گا اور آپ کو ضرور راضی کرے گا۔ نا امیدی گناہ ہے اور انسان کو کفر تک لے جاتی ہے۔ لہٰذا خداوند تعالیٰ کی ذات کے ساتھ راز و نیاز اور دعا کو جاری رکھیں اور دعا کرنے میں اہل بیت علیہم السلام سے توسل کریں لیکن دعا

قبول ہونے میں حد سے زیادہ اصرار نہ کریں جب قیامت کے دن آنکھیں حقیقت دیکھنے کے قابل ہوجائیں گی تو آپ دیکھ سکیں گے کہ آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوئی تھی اور آپ کو اس دن پتہ چلے گا کہ خداوند تعالیٰ کی ذات نے اس دعا کے بدلے میں آپ سے کتنی بلاؤں کو دور کیا ہے اور آپ کے دعا کرنے کے بدلے میں کتنی نعمتیں آپ کو عطا کی ہیں توجہ رکھیں کہ شیطان آپ کو دھوکہ نہ دے کہ آپ دعا کرنا چھوڑ دیں کہیں شیطان یہ کہ کر کے دعا کرنا چھوڑ دو تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی تمہارا حوصلہ ختم نہ کرے اور تمہیں خدا کی ناشکری کی طرف نہ لے جائے اس طرح تمہاری دعائیں بھی قبول نہیں ہونگی اور خدا کی بارگاہ میں گنہگار بھی ہو جاؤ گے۔انسان کیوں کہ محدود سوچ کا حامل ہے اس لئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے معین مصلحت اور دور اندیشی کو بعض اوقات نہیں سمجھ پاتا۔لیکن بعد میں وقوع پذیر ہونے والے حالات و واقعات سے اس چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ وہ درخواست اور حاجت جس کے پورا ہونے پر خداوند عالم کی بارگاہ میں اصرار کر رہا تھا اس میں مصلحت نہیں تھی خداوند عالم کی ذات اپنے بندوں کی نسبت مہربان ہے وہ مومنوں کی خیر وخوشبختی چاہتا ہے اس لحاظ سے اگر ان کی خواہشات اور ان کی دعائیں ان کی درخواستیں ان کے نقصان میں ہوں اور وہ ان کے باطنی امور سے اطلاع نہ رکھتے ہوں تو خداوند تعالیٰ کی ذات ان کی حاجت کو پورا نہیں کرتی۔دعا کے بعض اوقات قبول نہ ہونے کیلیئے اس نکتہ توجہ کریں۔

خداوند تعالیٰ کی ذات اپنے بندوں سے بڑی محبت کرتی ہے اور خداوند تعالیٰ کا ارادہ اپنے بندوں کو کمال انسانی تک پہنچانے کا ہے اور دین کے تمام احکامات اس چیز پر گواہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی ذات ہر وسیلہ کے ذریعے انسان کو کمال تک لے جانا چاہتی ہے لہٰذا دعا کے قبول نہ ہونے کے مسئلہ میں بھی یہ نکتہ بڑا اہم ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ انسان میری بارگاہ میں دعا کرے۔۔دعا کے قبول ہونے میں تاخیر یا دعا کا قبول نہ ہونا خداوند تعالیٰ کی محبت کے تھوڑا

ہونے اور کم لطفی کی علامت نہیں ہے۔ بلکہ کبھی کبھی اس کے برعکس ہے یعنی دعا کے قبول ہونے میں جتنی تاخیر ہو اس بات پر دلیل ہے کہ خداوند عالم کی ذات اس انسان سے زیادہ محبت کرتی ہے۔ معصومین علیہم السلام کے کلام میں ہے جب کوئی مومن خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنے ملائکہ کو فرماتا ہے کہ میں نے اس کی دعاؤں کو قبول کرلیا ہے لیکن ابھی اس کو عطا نہیں کروں گا میں اپنے پیارے بندے کی صدا کو، اس کی آواز کو سننا چاہتا ہوں اور بعض بندے ایسے ہیں کہ جب وہ دعا کرتے ہیں تو خداوند عالم فرماتا ہے کہ فرشتو اس کی حاجت کو جلدی پورا کرو میں اس کی آواز کو سننا پسند نہیں کرتا۔ روایات میں ہے کہ

ان اللہ اذا احبَّ عبداً غطّہُ فی البلاء غطّاً

''خداوند تعالیٰ جب کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو اس کو سختیوں اور مشکلات میں ڈال دیتا ہے۔''(۴۸)

اسی لیے انبیاء الٰہی واولیاء الٰہی نے دوسروں سے زیادہ اپنی زندگیوں میں مشکلات جھیلی ہیں۔

خداوند تعالیٰ کی ذات ہماری دعا کو جلد قبول نہ کر کے ہمیں مناجات اور توسل کی حالت میں رکھنا چاہتی ہے یہ خداوند تعالیٰ کا بہت بڑا لطف وکرم ہے اور عبد اور معبود کے درمیان ارتباط اور وسیلہ حفظ کرنے کا ایک طریقہ اور اس کے بدلے میں خداوند تعالیٰ کے بے شمار الطاف اور خداوند تعالیٰ کی بہت ساری نعمتیں انسان کے کے شامل حال ہوتی ہیں۔

علامہ طباطبائی کے مطابق شرائط کی رعایت اور موانع کی برطرفی کے ساتھ دعا کی استجابت اور قبولیت خدا کی قطعی اور یقینی سنتوں میں سے ہے۔(۴۹)

لیکن بعض اوقات بعض علل واسباب کی بنا پر دعا کی استجابت میں تاخیر ہوسکتی ہے۔(۵۰)

استجابت دعا میں تاخیر کے علل واسباب میں سے بعض درج ذیل ہیں:

استجابت دعا بندے کی مصلحت میں نہ ہونا

بعض اوقات انسان ایسی چیز خدا سے طلب کرتا ہے جو حقیقت میں اس کی مصلحت میں نہیں ہوتی اس بنا پر خدا اس کی اس دعا کو قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہے یا اسے قبول ہی نہیں کرتا۔

قرآن میں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

تم چہ بسا ایسی چیز کو پسند کرتے ہو جو تمہارے لئے مضر ہے یا کسی ایسی چیز کو ناپسند کرتے ہو جو تمہارے فائدے میں ہے حالانکہ خدا تم سے بہتر تمہاری مصلحتوں کو جانتا ہے۔"(۵۱)

دین ودنیا کی بھلائی

امام علیؑ اپنے فرزند ارجمند امام حسنؑ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

"چہ بسا تم ایسی چیز کی چاہت رکھتے ہو جس میں تمہارے دین اور دنیا دونوں کی تباہی ہے۔"(۵۲)

اس دعا کے بدلے میں زیادہ ثواب یا اس سے بہتر کسی چیز کا عطا کرنا

نہج البلاغہ میں امام حسنؑ کے نام امام علیؑ کے خط میں دعا کی استجابت میں تاخیر کی تین حکمتوں کا ذکر آیا ہے: بعض اوقات دعا کرنے والے کی نیت اور قصد میں کوئی مشکل ہوتی ہے، بعض اوقات خدا اس شخص کو استجابت دعا سے زیادہ ثواب دینے کا ارادہ فرماتا ہے اور بعض اوقات خدا اس سے بہتر کوئی چیز کسی اور موقع پر اسے دینا چاہتا ہے۔(۵۳)

دعا ذخیرہ آخرت یا دعا کے بدلے کسی مصیبت یا بلا کو دور کرنا

امام سجادؑ سے منقول ہے:

''مؤمن کی دعا میں تین میں سے ایک فائدہ ہے: یا یہ دعا اس کے لئے ذخیرہ آخرت قرار دی جاتی ہے یا یہ دعا دنیا میں ہی قبول ہوتی ہے یا یہ دعا ایک ایسی بلا اور مصیبت کو اس سے دور کرتی ہے جو اس پر آنے والی تھی۔''(۵۴)

انسان جب دعا کرتا ہے تو اس کا جواب یقینا آتا ہے یعنی دعا بے جواب نہیں رہتی۔ جیسا کہ روایات میں ہے کہ انسان جب خدا سے دعا کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ پانچ صورتوں میں اس کا جواب دیتا ہے۔

1۔ حاجت کو پورا کرنا

2۔ حاجت سے بہتر چیز عطا کرنا

3۔ کسی بلاء یا شر کو انسان سے دور کرنا

4۔ گناہوں کا کفارہ

5۔ آخرت کا ذخیرہ

❁❁❁❁❁

منبع وماٰخذ:

۱۔لسان العرب، ج ۱۴،ص ۲۵۸۔

۲۔الفروق اللغویۃ،ص ۵۳۴

۳۔لغت نامہ دہخدا، ج ۷،ص ۹۶۰۲۔

۴۔التحفۃ السنیۃ،ص ۲۵

۵۔المصباح المنیر ،صص ۱۷۔۱۶؛لسان العرب، ج ۱۴،ص ۲۵۷۔

۶۔سورہ غافر ۶۰

۷۔مجمع البیان جلد ۸ صفحہ ۵۲۹

۸۔میزان الحکمۃ، باب ۱۱۸۹، حدیث ۵۵۱۹

۹۔سورہ فرقان ۷۷

۱۰۔سورہ بقرہ ۱۸۴

۱۱۔سورہ ق ۱۶

۱۲۔سورہ مریم ۵

۱۳۔سورہ مریم ۹

۱۴۔کافی، جلد ۲،ص ۴۶۸۔

۱۵۔بحارالانوار، ج ۹۰،ص ۳۰

۱۶۔کافی (ط۔الاسلامیہ) ج ۲،ص ۴۶۷، ح ۶

۱۷۔وسائل، ج ۴،ص ۱۰۸۴

۱۸۔سورہ طلاق ۳

۱۹۔وسائل الشیعہ، ح۔۷۰۳۰۲؛بحار ۶۸:۱۲۹ ح۔۵

۲۰۔غافر آیت۔ ۱۴

۲۱۔الکافی؛ ج ۲،ص ۳۷۴

۲۲۔انبیاء ۹۲۰

۲۳۔سورہ اسرا ۱۱۱

۲۴۔مستدرک الوسلنگرایل، ج ۵،ص، ۱۷۲

۲۵۔عدۃ الداعی ونجاح الساعی، جلد ۱، صفحہ ۱۴۴

۲۶۔مفاتیح الجنان، دعای ابوحمزہ ثمالی

۲۷۔مفاتیح الجنان، دعای ابوحمزہ ثمالی

۲۸۔بحارالانوار، ج ۹۰،ص ۳۲۱

۲۹۔وسایل الشیعہ، ج ۱۴، باب ۴۶۷

۳۰۔بحارالانوار، ج ۹۳،ص ۲۷۳

۳۱۔الکافی، ج ۲،ص ۴۷۷

۳۲۔مہج الدعوات، ج ۱،ص ۳۵۹

۳۳۔ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، ج ۱،ص ۱۷۴

۳۴۔الکافی، ج ۲،ص ۴۸۴

۳۵۔فلاح السائل، ج ۱،ص ۳۵

۳۶۔مکارم الاخلاق، ج ۱،ص ۲۷۴

۳۷۔الکافی، ج ۲،ص ۴۸۴

۳۸۔عدۃ الداعی صفحہ/ ۱۳۹، والمجالس للمفید صفحہ/ ۲۲۔

۳۹۔عدۃ الداعی صفحہ/ ۱۳۹

۴۰۔وسائل الشیعہ، باب دعا، حدیث ۳۷۔

۴۱۔وسائل الشیعہ، باب دعا، حدیث ۱۲

۴۲۔وسائل الشیعہ، باب دعا۔

۴۳۔میزان الحکمۃ، حدیث ۵۶۴۸

۴۴۔میزان الحکمۃ۔حدیث نمبر ۵۶۳۰

۴۵۔میزان الحکمۃ، حدیث نمبر ۵۶۳۲

۴۶۔وسایل الشیعہ، باب۔دعا۔حدیث ۵۰

۴۷۔غافر: ۶۰

۴۸۔ثقۃ الاسلام کلینی، الکافی، ج ۲،ص ۲۵۳

۴۹۔طباطبائی، المیزان، ۱۳۹۰ق، ج ۲،ص ۳۲

۵۰۔قرائتی، تفسیر نور، ۱۳۸۸ش، ج ۱،ص ۲۸۹

۵۱۔سورہ بقرہ، آیہ ۲۱۶

۵۲۔نہج البلاغہ، بہ تصحیح صبحی صالح، ۱۴۱۴ق،ص ۳۹۹

۵۳۔نہج البلاغہ، بہ تصحیح صبحی صالح، ۱۴۱۴ق،ص ۳۹۹

۵۴۔ابن شعبہ حرانی، تحف العقول، ۱۴۰۴ق،ص ۲۸۰